ابو العلاء معرّی اور اسماعیلی داعی الدعاۃ کی خط و کتابت

پروفیسر وائی ایس طاہر علی۔ سندھ یونیورسٹی

ابوالعلاء المعرّی کا تعارف علامہ اقبال مرحوم نے اردو داں حضرات سے پہلے ہی سے کرا دیا ہے جب کہ انہوں نے وہ شعر کہا تھا کہ "کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معرّی"۔ لیکن چونکہ ذیل میں چند خطوط جو ان کے اور اسماعیلی داعی الدعاۃ سیدنا ھبۃ اللہ المؤید فی الدین الشیرازی کے درمیان لکھے گئے تھے ان کا ترجمہ دیا جارہا ہے لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں دانائے روزگار کے متعلق کچھ بطور تمہید لکھا جائے۔

ابوالعلاء المعرّی کا تعارف یورپ میں پہلی دفعہ پروفیسر مارگو لیوتھ نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ایک مقالہ لکھ کر کرایا۔ لیکن مارگولیوتھ کو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ المؤید فی الدین الشیرازی کون ہیں۔ بعد میں نکلسن نے ان خطوط کا ترجمہ اسی سوسائٹی کے جرنل میں شائع کیا۔ انہیں بھی موقع نہ ملا کہ المؤید فی الدین پر کچھ روشنی ڈالیں۔ پھر ڈاکٹر حسین الھمدانی نے اس شخصیت پر اسی سوسائٹی کے جرنل میں روشنی ڈالی۔ اب ھبۃ اللہ المؤید فی الدین کا دیوان مصر سے پروفیسر کامل حسین نے شائع کیا ہے اور ان کی شخصیت محتاج تعارف نہیں رہی۔ پھر بھی یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی روحانی تعلیم کا سلسلہ اب تک اسماعیلیوں میں مروج ہے اور جو کچھ علوم اہل بیت اسماعیلیوں کے ہاں ہیں وہ سب ان ہی کی فیضان تربیت کا نتیجہ ہیں۔ یمن سے ایک بزرگ جن کا نام لمک تھا مصر جاکر ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں پھر یمن میں آکر اسی تعلیم کی ترویج کرتے ہیں۔ اس طرح مصر سے وہ تعلیم ہندوستان میں پھیلتی ہے۔ المؤید فی الدین الشیرازی نے جب ابوالعلاء المعرّی کے متعلق سنا کہ وہ گوشت

نہیں کھاتے۔ دودھ اور شہد سے گریز کرتے ہیں۔ جانوروں کی کھال اور اون کو بھی استعمال کرنا ممنوع سمجھتے ہیں تو انہوں نے ان سے خط لکھ کر بحث شروع کی یہ بحث پانچ خطوط کی شکل میں اب تک موجود ہے۔ ذیل میں ان خطوط کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔

پہلا خط از داعی الدعاۃ

جناب والا۔ خدا آپ کو نیک توفیق دے۔ آپ کے علم و فضل نے غیروں کے لبوں پر مہر سکوت لگادی ہے۔ اور آپ کی فضیلت کا ہر شخص معترف ہے۔ آپ کو علم و ادب میں وہی شہرت حاصل ہے جو جالینوس کو علم طب میں تھی۔ اور بے شک آپ کو اس پر کامل دسترس ہے مگر اس سے آپ کو دنیوی اور دینی امور میں کوئی نمایاں فائدہ نہیں، سوائے اس کے کہ تمام عالم آپ کی شہرت سے گونجے اور جب تک آپ زندہ رہیں اسے باعث فخر سمجھیں۔ مگر جب آپ دار بقا کی طرف کوچ کریں گے تو اس دنیا کی شہرت اور گمنامی سے آپ کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہوگا۔ جب صورت حال یہ ہے تو کیسے ممکن ہے کہ آپ جیسے دانشمند شخص اپنی پوری لیاقت کو عربی زبان کے حاصل کرنے اور اس کے الفاظ و معانی پر غور و پرداخت کرنے میں صرف کردیں، جس سے کہ عمر بھر کوئی نتیجہ ہاتھ نہ لگے اور یہ بھی کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی لیاقت کو اپنی جان کے خاطر عاقبت کے کاموں میں نہ لگائیں (جو زیادہ کارآمد ہے) تاکہ پھر کف افسوس ملنا پڑے لہٰذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نقطۂ نظر کچھ اور ہی ہے جسے آپ مصلحتاً چھپائے ہوئے ہیں۔

اس کا ثبوت آپ ہی کی راہ عمل ہے۔ آپ نے زہد و پرہیزگاری اختیار کی ہے معمولی کھانا اور گاڑھا پہننے پر اکتفا کیا ہے۔ اور اپنے شکم کو جانوروں کے گوشت، دودھ اور ان تمام چیزوں سے جن کو تیار کرنے میں محنت سے کام لیا گیا ہو پاک رکھا ہے۔ بے شک ایسا وہی لوگ کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انسان جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ جب بے زبان جانوروں کے ساتھ آپ کا یہ طرز عمل ہو تو پھر حیوان ناطق (یعنی انسان) آپ کی زبان اور قلم سے کیوں نہ محفوظ رہے میدان زہد میں آپ یقیناً بازی لے گئے ہیں اور اس میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

میں نے دور رہ کر یہ بھی دیکھا کہ جیسا لوگ کہتے ہیں ویسے ہی آپ فاضل ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی فہم و فراست سے ایسا زہد اختیار کئے ہوئے ہیں جو اوروں (جاہلوں) کے زہد سے نرالا ہے۔

جن کی بابت (قرآن مجید میں) اشارہ ہے کہ "فی کل وادٍ یھیمون"۔ میں نے آپ کے شعر کو بھی بنا

غدوت مریض العقل والدین فالقنی
لتعلم انباء الامور الصحائح

(ترجمہ) اگر دین و عقل کا بیمار ہے تو مجھے مل تاکہ تجھے صحیح صحیح باتیں معلوم ہوں

جس میں گمراہ کو راستہ دکھانے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ اپنے آپ کو مریض عقل و دین سمجھ کر فوراً سچی باتیں جاننے کے لئے تیار ہوا۔ اب میں آپ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہتا ہوں کیونکہ مجھے آپ کی علم و دانش کا اعتراف ہے اور میں آپ کے سرچشمۂ ہدایت سے مستفیض ہونا چاہتا ہوں۔ کیا خوب ہو کہ آپ وضاحت سے کام لیں اور میری جہالت کی تاریکی کو اپنے چراغ علم سے دور کر دیں۔ اور مجھے بے سود باتوں میں نہ لگائیں اور جو کچھ کہیں اس میں حق اور باطل کا پورا خیال رکھیں۔

سب سے پہلے جو بات میں دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ ایک معمولی سی ہے تاکہ میں آپ کے جواب کو دیکھوں۔ اگر اس سے میری تشفی ہوئی تو پھر اصلی مقصد پر آؤں گا۔ اور اگر تشفی نہ ہوئی تو پھر آگے نہ بڑھوں گا۔ وباللہ التوفیق۔

میں آپ کو بحیثیت ایک شخص کے جو ہر بات کو عقل کی میزان سے تولتا ہے، پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اپنے لئے گوشت اور دودھ اور تمام چیزیں جو جانوروں سے ہمیں بطور فائدہ ملتی ہیں کیوں حرام کر رکھا ہے۔ کیا نباتات حیوان کے لئے نہیں اگائے گئے۔ بے شک نباتات میں قوت نامیہ ہوتی ہے اور قوت حاسہ نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ حیوانات نباتات پر فائق ہیں۔ اگر حیوانات نہ ہوں تو نباتات کا ہونا لغو اور بے معنی ہو جائے۔ اسی طرح انسان بھی حیوان پر فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ حیوان ناطق ہے، اور عقل رکھتا ہے۔ اور تمام جانور اسی کے مفاد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے کہ چند جانوروں کا گوشت اور دودھ اس کے کام میں آتا ہے اور کئی جانوروں کی کھال اور اون اس کے کام میں آتے ہیں۔ کچھ جانور ایسے بھی ہیں جو بار برداری کا کام دیتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کے دانت اور پنجے بھی کارآمد ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو حیوانات کا ہونا بے معنی ہو جائے، جیسے نباتات بغیر حیوانات کے۔

جب نظام عالم کا یہ دستور ہو تو جناب کا اپنی مفید مطلب چیزوں سے گریز کرنا نظام عالم کو غلط ثابت کرنا ہوا۔ آپ کا گوشت نہ کھانا دو وجہ سے ہو سکتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ آپ جانوروں پر ترس کھاتے ہیں۔ مگر اس میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مہربان ہونے کی ضرورت نہیں جس نے انہیں انسانی مفاد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ جانوروں کو حلال و حرام ٹھہرانے والے انبیاء ہوتے ہیں (جو خود بھی انسان تھے) ورنہ اللہ تعالیٰ نے کسی جانور کا خون بہانا یا گوشت کھانا روا نہیں رکھا۔ تو یہ بات بھی غلط ہے۔ درندوں اور شکاری جانوروں کو دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ دیگر حیوانات کو پھاڑ کھائیں۔ جب یہ ایک فطری بات ہے تو پھر انسان کا گوشت خور ہونے میں کیا قصور؟ اور جن لوگوں نے گوشت کھانا جائز رکھا ہے وہ بھی حق بجانب ہیں۔ ایک تو یہ وجہ ہو سکتی ہے اور دوسری یہ کہ شاید خونریزی اور جان کنی کو آپ روا نہیں رکھتے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ملہ پر اعتراض ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی مصلحت کو خوب جانتا ہے

اگر جناب والا از راہِ لطف و کرم کوئی دلیل پیش کریں کہ جس سے میری بیماری کا ازالہ ہو تو یہ ایک قابل تعریف کام ہوگا۔ مجھے ہدایت ملے گی اور اس سے آپ کی نیکی میں اضافہ ہوگا اور عند اللہ آپ ماجور ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دوسرا خط

از بندۂ ناتواں احمد بن عبداللہ بن سلیمان المعری

مجھے سب سے پہلے یہ لکھ دینا چاہئے کہ میرے نزدیک سیدنا الرئیس الاجل المؤید اُن چند اشخاص میں سے ہیں، جنہیں پیغمبروں کی حکمت ہاتھ لگی ہے۔ میں بذات خود جاہل مطلق ہوں مجھ سے خط و کتابت کرنے میں جناب کی کسر شان ہوئی ہے۔ آپ جیسے سپہر مرتبت کا ایک ایک لفظ دشمنوں کے لئے بھاری ہے۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس میں بڑی باریکیاں ہیں جو سمجھنے سے حقائق معلوم ہوتی ہیں۔

ہاں! تو میں کون ہوں کہ آپ جیسے فاضل مجھے خط لکھیں۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ثریا آسمان سے زمین پر اتر آئے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں چار برس ہی کی عمر میں آنکھوں اور کانوں سے معذور ہو چکا ہوں۔ میرے لئے ایک نو سالہ اونٹ اور اس کے بچے میں فرق کرنا مشکل ہے صرف

یہی نہیں بلکہ پے در پے مصیبتیں جھیلنے سے میرا قد بھی خمیدہ ہو چکا ہے۔ اور بڑھاپے میں تو کھڑے ہونے سے بھی لاچار ہوں۔ رہی میری شہرت تو خدا گواہ ہے کہ میں نے اس کی کبھی خواہش نہیں کی میں تو خود کو ایک بے وقوف آدمی سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص میرے بارے میں نیک خیال کرے تو وہ قابل ملامت ہے۔ البتہ یہ ضرور پایا گیا ہے کہ بھلے لوگ ساری دنیا کو بھلا سمجھتے ہیں گرچہ بھلے تو بھلے ہی ہیں اور برے برے۔

آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق اب بندہ کچھ خامہ فرسائی کرے گا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ازل سے قسمت میں زہد و تقویٰ لکھا ہوا تھا۔ لہٰذا مجھے ہمیشہ افلاس سے دوچار ہونا پڑا میں نے دیدہ و دانستہ اس ناپائدار دنیا سے گریز کیا کیونکہ اس کے معاملات میں الجھنے سے کوئی کام بر نہیں آتا۔ پھر اہل دنیا نے بھی مجھے ایک کونے میں پھینک دیا۔ اور کہہ دیا کہ تجھ جیسے سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔

میرے شعر میں روئے سخن جاہلوں کی طرف ہے نہ کہ آپ جیسے سربرآوردہ حضرات سے، آپ بخوبی واقف ہیں کہ حیوانات کو اپنے درد و غم کا احساس ضرور ہے یعنی متقدمین کے اختلافات کو سنا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر ایک جملہ بنایا جائے جس میں مبتدا اور خبر کے درمیان دو اور لفظ ہوں۔ ایک ان میں سے نافیہ ہو اور دوسرا استثنائیہ۔ مثلاً اللہ لا یفعل الا خیرا۔ تو یہ جملہ یا تو صحیح ہوگا یا غلط۔ اگر وہ صحیح ہے تو پھر دنیا میں برائیاں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک راز نہانی ہے جسے علما ہی جانتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے "اگر ان کو کوئی اچھی بات ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بری بات ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ کہہ دو اے محمد! سب چیزیں اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ بات نہیں سمجھتے۔" رسول خدا جب سفر کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ "اللھم انا نعوذ بک من وعثاء السفر وکابۃ المنقلب وسوء المنظر فی الاہل والمال والولد" تو کیا وہ چیزیں جن سے رسول مقبول نے پناہ مانگی اچھی ہیں یا بری؟ اگر کہا جائے کہ یہ چیزیں خوفناک ہیں تو اگلی بات باطل ہو جاتی ہے اور اگر کہا جائے کہ

بات غلط ہے تو پھر سوء ادب ہوتا ہے۔

دیندار لوگ ہمیشہ گوشت خوری سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گوشت خوری سے جانوروں کو درد پہنچتا ہے اور جانور ہر حالت میں درد سے گریز کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بکری کو لیجئے جب تک وہ حاملہ ہے، گھر میں رکھی جاتی ہے۔ مگر جونہی وہ بچہ دیتی ہے اور بچہ ایک ماہ کا ہوتا ہے تو لوگ اسے ذبح کر ڈالتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں اور بکری کے دودھ کو بھی اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔ کبھی بھولے سے بھی اسے ظلم تصور نہیں کرتے۔ بیچاری بکری رات رات بھر چلاتی ہے اور اگر اس کا بس چلے تو بچے کو بھی ڈھونڈتی پھرے۔

عربی ادب میں بھی اکثر جانوروں کی آہ و بکا کا ذکر ہے۔ مثلاً اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں کیسی سرگرداں رہتی ہے یہ ذیل کے شعر سے معلوم ہوتا ہے۔

فما وجدت کوجدی ام سقب
اضلته فرجعت الحنینا

(ترجمہ) میری بے چینی اس اونٹنی سے فزوں تر ہے جو اپنے بچے کو کھو کر چلاتی پھرتی ہے اور تڑپتی ہے۔

اگر کہا جائے کہ اللہ سوائے خیر کے کچھ نہیں کرتا تو شر کے متعلق دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو اللہ شر سے باخبر ہے یا (نعوذ باللہ) بے خبر۔ اگر وہ شر سے باخبر ہے تو دو شرطوں میں سے کسی ایک کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اس کی مشیت سے ہوتا ہے یا بلا مشیت؛ اگر اس کی مشیت سے ہوتا ہے تو بالفعل وہی اس کا کرنے والا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے عام طور سے کہا جاتا ہے کہ حاکم نے ڈاکو کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ گرچہ حاکم نے بذات خود وہ کام نہیں کیا۔ اگر خدا کی مشیت کے بغیر شر ہوا ہے تو خدا نے ایسی چیز ہونے دی ہے جو ایک مخلوق حاکم بھی نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ اگر ایسی کوئی بات ہو بھی جائے جو اسے ناپسند ہو تو ایسی بات کرنے والے کو دھمکی دے گا اور اعلان کر دے گا کہ آیندہ اس کی سلطنت میں ایسی کوئی بات نہ ہونے پائے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جسے متکلمین نے حل کرنے کی انتہائی کوشش کی مگر حل نہ ہو سکا۔

انبیاء کرام بھی فرماتے ہیں کہ خدا بہت مہربان ہے۔ اگر وہ نوع انسان پر مہربان ہے تو یقیناً ہر جاندار پر مہربان ہونا چاہیئے۔ جو درد والم سے بھاگتا ہو۔ بعض اوقات ایک شہسوار چراگاہ میں چرتے ہوئے جانوروں پر حملہ کرتا ہے اور اپنے نیزے سے کسی نر یا مادہ کو شکار کرتا ہے تو پھر یہ شہسوار کیونکر خدا کی مہربانی کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اکثر دو فوجوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان میں سے ہر فریق اپنے اعتقاد میں چست ہوتا ہے اور جب میدان کارزار میں آتا ہے تو دشمنوں کے مقتولین کا ڈھیر لگا دیتا ہے۔ آخر یہ کیوں۔

میں نے اس قبیل کے کئی متنازعہ فیہ مسائل کو اکثر سنا اور جب تیس سال کی عمر کو پہنچا تو خدا سے دعا مانگی کہ وہ مجھے تازیست روزہ رکھنے کی توفیق دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مہینوں کیا سال سال بھر سوائے دو عید روزہ رکھتا چلا جاتا ہوں اور کئی دن اور رات ایسے بھی گذرتے ہیں کہ کھانا بھی نہیں چھوتا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ نباتات کے کھانے سے میری تندرستی اچھی رہتی ہے۔

جناب والا نے بے شک متقدمین کی کتابوں اور جالینوس کے اقوال کو دیکھا ہے جس سے ان کی حیثیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ پروردگار مہربان ہے تو پھر شیر کو کیوں بے گناہ انسان کا شکار کرنے دیتا ہے۔ کتنی جانیں سانپ کے ڈسنے سے تلف ہو گئیں! خدا نے عقاب اور شاہین کو ان پرندوں پر جو دانے چگتے ہیں کیوں مسلط کیا ہے؟ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ تیتر صبح سویرے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلتا ہے۔ جب پانی منہ میں لے کر واپس جاتا ہے تو راستے میں چیل اس پر جھپٹتی ہے اور اس کے بچے پیاس کے مارے تڑپتے رہتے ہیں۔

(ابوالعلا اس قسم کی اور بھی باتیں لکھتا ہے اور پھر کہتا ہے)

میں دعا مانگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ذیل کے اشعار کہنے سے روکے۔

(ترجمہ) اُم بکر سلام کہتی ہوئی آئی۔ تم بھی اسے خوش آمدید کہو۔

بدر کے گڑھے میں کتنے ہی سربرآوردہ اور شریف لوگ ہیں۔

اس گڑھے میں کتنے ہی پیالے مع اونٹوں کی سنام ہیں۔

ام بکر مجھے ھشام کے بھائی کی موت کے بعد اب شراب نہ پلا۔
اس کا چچا بڑا شرابی تھا اور سردار تھا۔ وہ بھی مارا گیا۔ اب شراب نہ پلا۔
ہاں خدا سے کہدے کہ میں رمضان کی فرضیت کو ادا نہیں کرتا۔
جب سر تن سے جدا ہوا اور بار بار سیر ہو چکا
تو کیا ابن کبشہ ہمیں ڈراتا ہے کہ ہم زندہ رہیں گی۔ پھر "صدی" اور "ھامہ" کے متعلق کیا کہتا ہے۔

خدا ایسے شاعر کو غارت کرے جس نے ذیل کے اشعار کہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ولید بن یزید تھا۔ ایک روایت اور ہے کہ وہ ولید بن عبدالملک تھا۔ مگر ولید بن عبدالملک ایسے صحیح شعر کہاں کہہ سکتا تھا۔؟

(ترجمہ) میرے محبوب کو نزدیک لاؤ۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میں دوزخ میں نہیں جاؤں گا میں لوگوں کو تلقین کروں گا کہ وہ گدھے کا مذہب اختیار کریں۔ جنت کے طالب کو چھوڑو کیونکہ وہ نقصان اٹھانے والا ہے۔

ابن رعبان (عبدالسلام بن رعبان الملقب بہ دیک الجن) کا بھی بڑا ہو اگر اس نے یہ کہا ہے۔
(ترجمہ) یہ دنیا ہے۔ دنیا والوں سے آخرت کا وعدہ ہے۔ مگر دیر سے بر آنے والی امیدوں کو کھٹا کر دیتی ہے۔ اگر جو کچھ کہا گیا ہے صحیح ہے تو جو پھنسانے والا ہے وہ بچانے والا بھی ہے۔

ایک اور بات بھی ہے جس کی وجہ سے میں نے گوشت خوری ترک کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ میری سالانہ آمدنی بیس دینار سے کچھ زائد ہے۔ میرا نوکر اس میں سے جو رقم اسے ضرورت ہوتی ہے لے لیتا ہے۔ پھر جو کچھ بچتا ہے وہ اتنا کم ہے کہ مجھے دال بھات پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ جب نوکر ہی اتنی رقم لے لے جسے میں زیادہ سمجھتا ہوں اور وہ کم سمجھتا ہے تو میرے حصے میں تو بہت کم بچتی ہے میرا ارادہ نہ اپنی روزی بڑھانے کا ہے اور نہ درد کا کوئی درماں ڈھونڈنا ہے۔ والسلام۔

تیسرا خط

از داعی الدعاۃ

خدا کرے آپ ان لوگوں میں سے نہ ہوں۔ جو دین و عقل کے بیمار ہیں۔ اور نہ ان لوگوں

میں سے ہوں جو اپنے شعر میں ملائے عام دیں کہ آؤ عقل کے اندھو۔ ہم سے بصیرت حاصل کرو۔ اور جب جویائے حق ان کی طرف بڑھے تو ایسی بات کہیں کہ جس سے وہ اور پریشان ہوں۔ ایسے لوگوں کے مصداق حال متنبی نے کیا خوب کہا ہے۔

اظمتنی الدنیا فلما جئتھا

مستقیا مطرت علی مصائبا

(ترجمہ) دنیا نے میری پیاس بڑھادی اور جب میں اپنی پیاس بجھانے لگا تو مجھ پر اور مصیبتیں نازل کیں۔

میں نے تو آپ سے پوچھا تھا کہ کس بنا پر آپ نے گوشت کھانا چھوڑا ہے۔ درآں حالیکہ گوشت خوری سے جسم کی نشوونما ہوتی ہے۔ آپ نے کچھ ایسا جواب دیا کہ میں بے ساختہ کہہ بیٹھا "کیا یہی سچی باتیں ہیں؟" یہ وہ جواب نہیں کہ جس سے بیماری کا ازالہ ہو۔ اس سے تو ذہن اور عقل کے اندھے کی حالت اور بھی خراب ہوگئی۔ آپ کے جواب کا میرے سوال سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ گوشت بغیر ایذا رسانی حاصل نہیں ہوسکتا تو اس کا جواب دیا جاچکا ہے آپ کو اپنے خالق سے زیادہ مہربان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا پیدا کرنے والا یا تو عادل ہے یا ظالم۔ اگر وہ عادل ہے تو یہ مسلّم امر ہے کہ وہ حلال جانور اور اس کے کھانے والے انسان دونوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اگر وہ ظالم ہے تو ہمیں ہمارے خالق سے سبقت لے جانے اور زیادہ عادل ہونے کی ضرورت ہی نہیں۔ جب کہ وہ خود غیر عادل ہے۔

آپ نے ان لوگوں کے بارے میں بھی کچھ فرمایا ہے جو خیر و شر کے مسئلہ میں اعتراض کرتے ہیں۔ میرے لئے اس کے جواب میں ایک قصہ لکھ دینا ہی کافی ہے۔ "ایک شخص نے قرآن پاک کا نسخہ کھو دیا۔ اس کے کسی دوست نے کہا۔ "والشمس وضحٰھا کو خوب پڑھ۔ وہ تیرے ہاتھ لگے گا" اس نے کہا "بھئی یہ سورہ بھی اسی قرآن میں تھی"۔ علیٰ ھذا القیاس یہ عقدہ بھی تو انہی لاینحل عقدوں میں سے ہے۔ سب کا سب اندھیرا ہے۔ روشنی کا نام و نشان نہیں۔ میرا مقصد تو صحیح باتوں کا جاننا تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مختلف آراء کی وجہ سے اور دنیا کی بے ثباتی کی بنا پر آپ نے دعا مانگی کہ خدا آپ کو مسلسل روزہ رکھنے کی توفیق دے اور آپ صرف سبزیوں پر اکتفا کریں۔ میں نہ سمجھ سکا کہ یہ کون سا خدا ہے؟ آیا یہ وہی خدا ہے جو صرف خیر کو چاہتا ہے یا وہ خدا ہے جو صرف شر کو چاہتا ہے یا خیر و شر دونوں کو چاہنے والا ہے۔ رہا روزہ تو وہ نبی کی شرع کا حکم ہے اور نبی کا تعلق اس کے بھیجنے والے خدا سے ہے۔ اسی بھیجنے والے ہی کی تو بات مشکوک ہے۔ کیا وہ رسول کو اس لئے بھیجتا ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں۔ یا اس لئے بھیجتا ہے کہ اس کی اطاعت نہ کریں اگر وہ اطاعت کی غرض سے بھیجتا ہے تو پھر اس کی مشیت مغلوب ہے کیونکہ نہ ماننے والے زیادہ ہیں بہ نسبت ماننے والوں کے اگر وہ چاہتا ہے کہ رسول کی نافرمانی کی جائے تو پھر رسول کا بھیجنا نہ صرف لغو ہے بلکہ کمزوروں کو ستانے کا ایک بہانہ ہے ہاں تو پھر آپ کا مسلسل روزہ اگر اسی بنیاد پر ہے تو بالکل بے سود ہے لیکن اگر کسی بیّن وجہ سے ہے تو وہی میں جاننا چاہتا ہوں

آپ نے بعض ملاحدہ کے اقوال کو بیان کیا ہے اور دعا مانگی ہے کہ اللہ آپ کو قرآنی آیات میں مثلاً "وانہ اھلک عاد الاولیٰ وثمود فما ابقیٰ" وغیرہ گرفت کرنے سے روکے۔ اگر اللہ نے عاد اور ثمود کو یہ جانتے ہوئے پیدا کیا کہ وہ بدکار ہیں اور ہرگز توبہ نہ کریں گے تو یقیناً مہربان خدا کو لازم تھا کہ انہیں عذاب کی خاطر نہ پیدا کرے اور اگر اللہ یہ نہ جانتا تو پھر ہم اور وہ یکساں ہیں کہ آنکھ بند کر کے کام کرتے جاتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم ایسا کیونکر کہہ سکتے ہیں ہم کو تو سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے اور اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ "من یھد اللہ فھو المھتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا"۔ ایک ملحد بھی کہے کہ شکر میٹھی ہے اور سرکہ کھٹا ہے تو صرف اس وجہ سے کہ قائل ملحد ہے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ بات کا معقول جواب دینا چاہیئے اگر آپ کے پاس کوئی کافی وشافی جواب ہو تو از راہ کرم مرحمت فرمایئے ورنہ آپ کا خاموش رہنا ملاحدہ کی بات ماننے کے مترادف ہے۔

آپ نے ان اشعار کو درج کیا ہے جو "المت بالتحیۃ ام بکر" سے شروع ہوتے ہیں اور ان کے کہنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ مگر آپ کو کون لیے خیالات والا سمجھتا ہے؟ میں نے حاشا وکلا کبھی آپ کے متعلق ایسا خیال نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کو لیسے کفر و الحاد کے اشعار بیان کرنے

کی قطعاً ضرورت ہی نہ تھی۔

خط کے آخر میں آپ نے گوشت نہ کھانے کی اور وجہ بیان کی ہے کہ آپ کی سالانہ آمدنی بیس دینار سے کچھ زائد ہے جس کا بیشتر حصہ آپ کا خادم لے لیتا ہے اور بہت کم حصہ آپ کے لئے بچتا ہے اور لکھتے ہیں کہ لذیذ کھانوں میں صرف کرنے سے کیسے پورا پڑ سکتا ہے؟ تو میں اس سلسلے میں تاج الامرا کو لکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی معقول انتظام کردے جو آپ کو برابر ملتا رہے اور اس تکلیف سے آپ نجات پائیں۔

اگر آپ جواب دیں تو ضرور اس بات کا خیال رکھیں کہ مجھے مسجّع اور مقفی عبارت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرا مقصود تو خیالات ہیں نہ کہ عبارت آرائی۔ والسلام

چوتھا خط

از ابی العلا المعری

جناب والا! مجھے تو پہلے ہی سے اپنی کم مائیگی اور بے چارگی کا اعتراف ہے۔ میں اب بھی دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے مجھے نوازے۔

مجھے اپنی بے مائیگی کے باوجود آپ کی استعداد و قابلیت کا پورا یقین ہے۔ میں تو ایک بے زبان جانور کے مانند ہوں۔ پھر حیرت ہے کہ آپ جیسے فاضل مجھ جیسے گمراہ سے ھدایت چاہیں۔ کیا چاند بھی جو شب و روز اپنے خالق کی اطاعت میں مصروف ہے، کسی چوپائے سے مدد چاہتا ہے؟ ہرگز نہیں بیچارے چوپائے کی کیا بساط ہے جو کسی ندی یا نالے پر پانی پینے جائے تو فوراً ایک شکاری اسے تیر مار کر موت کے گھاٹ اتار دے۔

آپ نے میرے قصیدۂ حائیہ کے چند اشعار کا ذکر کیا ہے۔ میری غرض ان اشعار سے لوگوں کو بتانا تھا کہ میں کیسا متدین ہوں۔ اور "من یھد اللہ فھو المھتد" والی آیۂ کریمہ میں کیا رائے رکھتا ہوں اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

غدوت مریض العقل والدین فالقنی
لتعلم ابناء الامور الصحائح

اور پھر۔

فلا تاکلن ما اخرج الماء ظالما
ولا تبغ قوتا من غریض الذبائح

(ترجمہ) پانی میں پیدا ہونے والی چیز کو زبردستی نہ کھا۔ اور حلال جانور کے تازہ گوشت کو اپنی قوت نہ بنا۔

کون شخص انکار کرسکتا ہے کہ آبی جانور اپنی مرضی کے خلاف پانی سے نکالا جاتا ہے۔ اگر بصیرت سے کام لیا جائے تو حلال گوشت کا ترک کرنا کوئی بری بات نہ ہوگی۔ مذہبی لوگوں نے ہر زمانے میں ایسی ایسی چیزیں ترک کی ہیں جو بذات خود حلال تھیں۔

وابیض امات ارادت صریحہ
لا طفا لھا دون الغوانی الصرائح

(ترجمہ) اور جانوروں کا دودھ نہ پی۔ کیونکہ وہ ان کے بچوں کے لئے ہے نہ کہ نازک اندام عورتوں کے لئے۔ ابیض کے معنی یہاں دودھ کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بکری کے بچے کو ذبح کرنے سے بکری کئی دن اور رات بیتاب رہتی ہے۔ لوگ نہ صرف اس کا گوشت ہی کھاتے ہیں بلکہ اس کے دودھ کو بھی اپنے لئے مخصوص کردیتے ہیں۔ جو قدرت نے اس کے بچے کے لئے غذا بنائی تھی۔ اگر بچے کو ذبح نہ کیا جائے اور دودھ سے پرہیز کیا جائے تو کون سا گناہ ہے؟ ایسا کرنے والا یہ نہیں کہتا کہ دودھ اور گوشت حرام ہیں وہ تو بچے پر ترس کھاتا ہے اور ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا خواہاں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو یکساں طور پر مخلوقات میں تقسیم کرتا ہے تو پھر ان بے زبان جانوروں کا کیا قصور ہے کہ وہ خدا کی مہربانی سے محروم رہیں۔

فلا تفجعن الطیر وھی غوافل
بما وضعت فالظلم شر القبائح

(ترجمہ) پرندوں کو اس وقت نہ ستاؤ کہ جب وہ اپنے انڈوں میں مست ہوں کیونکہ ظلم بہت بری چیز ہے۔

نبی کریم نے رات کو شکار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ آپ کی حدیث "اقروا

الطیر فی دکنا تھا" کے دو مطلبوں میں سے ایک ہے قرآن میں بھی ارشاد ہوا ہے۔ "ایمان والو احرام کی حالت میں جانور کو نہ مارو۔ اگر تم میں سے کوئی ارادۃً مارے گا تو اتنے ہی جانور کا کفارہ دینا پڑے گا۔" وغیرہ

معمولی فہم و فراست والا بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ وہ بالکل حق بجانب ہوگا اگر وہ ہر جگہ جانور کو خواہ حلال ہی کیوں نہ ہو مارنے سے گریز کرے اور سمجھے کہ اس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

ودع ضرب النحل الذی بکرت لہ

کواسبُ من ازھار نبت فوائحَ

(ترجمہ) شہد کو بھی چھوڑ۔ کیونکہ مکھیاں اسے صبح سویرے اکٹھا کیا کرتی ہیں۔

جب مکھیاں شہد کی حفاظت میں جان دے دیں تو پھر اس سے انسان کے احتراز کرنے میں کیا حرج ہے۔ وہ مکھیوں کو بھی حلال جانوروں کے مانند سمجھتا ہے جن کو عورتیں تر و تازہ ہونے کے لئے کھاتی ہیں۔ اس خیال کا ذکر بہت سے شاعروں نے کیا ہے۔ دیکھئے ابوذویب الھذلی شہد اکٹھا کرنے والے کے بارے میں کہتا ہے۔

اذا لسعتہ النحل لم یرج لسعھا

وخالفھا فی بیت نوب عوامل

(ترجمہ) اگر مکھیاں کاٹیں تو پرواہ نہیں۔ وہ تو برابر چھتے کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ستو کا ایک تھیلا تھا جس کو آپ مہر لگایا کرتے تھے مگر جب آپ روزہ رکھتے تھے تو اسے مہر نہیں لگاتے تھے۔ آپ غلہ کی فراوانی کے باوجود قلیل مقدار پر بسر کیا کرتے تھے اور سب غلہ خیرات کر دیتے تھے۔

ایک اور عالم کے متعلق روایت ہے کہ اس نے اپنے خطبہ میں کہا۔ "میں نے سال بھر میں پچاس ہزار دینار کا غلہ اکٹھا کیا اور خیرات میں دے دیا۔" ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اور علماء عظام نے بہت کم اپنے لئے صرف کیا۔ زیادہ تر حاجتمندوں کو دیا۔

جناب نے یہ بھی فرمایا کہ گوشت ترک کرنے والا قابل ملامت ہے۔ اگر بفرض محال یہ

بات مان لی جائے تو ہر شخص کو فرض کی نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خواہ مخواہ کی تکلیف ہے اور تکلیف کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ یہ بھی کہتا ہے جائز ہوگا کہ امیر لوگ مقررہ زکوٰۃ کے سوا اور کوئی رقم خرچ نہ کریں۔ حالانکہ قرآن مجید میں بارہا خرچ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

یہی ایک جواب ہے جو میں دے سکتا ہوں۔ اگر میں بذات خود آپ کے سامنے حاضر ہو جاؤں تو بھی اس سے زیادہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ میرے تو قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں۔ ہاتھ پاؤں نے بھی جواب دے دیا ہے۔ حد یہ ہے کہ میں نماز کے لئے بھی کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اسے بھی بیٹھے بیٹھے ادا کرتا ہوں۔ خدا رحم کرے۔ کاش میں لکڑی کے سہارے چل پھر سکتا۔ (ابوالعلا اپنی ناتوانی کے متعلق بہت سے عربی اشعار بیان کرتا ہے) میرا تو یہ حال ہے کہ اگر ایک دفعہ سو جاؤں تو کسی کی مدد کے بغیر نہیں اٹھ سکتا۔ اور جب کسی شخص کی مدد سے اٹھتا ہوں تو ہڈیاں جن پر گوشت کا نام نہیں بجتی ہیں۔

جناب والا نے متنبی کا جو شعر بطور شہادت بیان کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص مجھ جیسے کم مایہ اور بے بس سے ہدایت چاہے تو گویا وہ ببول کے جھاڑ سے آم چاہتا ہے جو کچھ آپ کو میرے متعلق حسن ظن ہے وہ محض آپ کی نیک نیتی اور شرافت کی دلیل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

آپ نے میری روزی بڑھانے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بھی آپ کی نیک نفسی کی دلیل ہے نہ مجھے کسی اضافے کی ضرورت ہے اور نہ اچھے کھانوں کی رغبت بلکہ ان سے گریز کرنا میرے لئے طبع ثانی (فطری امر) ہو چکا ہے۔ پینتالیس سال سے میں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا اور اب بوڑھا کھوسٹ ہونے آیا۔ اس عادت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ تاج الامراء بے نظیر شخصیت کے مالک ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے حلب کے قلعے کو اور شام کے تمام پہاڑوں کو سونے کا بنا دے اور تاج الامراء ان کو اہل بیت کی مدد میں صرف کریں اور مجھے کچھ نہ دیں تب بھی میں خوش ہونگا۔ مجھے تو ایک قسم کی شرم دامنگیر ہوتی ہے کہ تاج الامراء اتنے عرصے کے بعد مجھے اہل ہوس تصور کریں۔ کیا ہی خوب

ہو کہ روز حشر مجھ سے سوائے گوشت ترک کرنے کے اور کوئی پرسش نہ ہو۔

(یہاں ابو العلا سجع عبارت کے متعلق عذر خواہی کرتا ہے اور جواب میں بہت سی باتیں پیش کرتا ہے)

خدا آپ کا بول بالا کرے اور آپ دن دونی اور رات چوگنی عزت حاصل کریں۔ ثعلبتہ بن صغیر نے کیا خوب کہا ہے۔

ولرب قوم ظالمین ذوی شذی　　تغلی صدورھم بکلم ھاتر

ولقد ظاءنھم علی ماساوھم　　وخنات باطلھم بحق ظاہر

(ترجمہ) کتنے ہی بدکردار اشخاص تھے جن کے سینے جھوٹی باتوں سے ابل رہے تھے۔ میں نے ان کی غلط باتوں کو سچی باتوں سے دبا دیا۔

آپ جیسے عالم و فاضل اگر ارسطو سے مناظرہ کریں تو وہ بھی پریشان ہو جائے اور اگر افلاطون سے بحث کریں تو وہ بھی آپ کا لوہا مان لے۔ اللہ تعالیٰ اپنی شریعت کو آپ کے دم سے تازہ رکھے اور دین اسلام آپ کی دلیلوں سے پروان چڑھے۔ وحسبی اللہ ونعم الوکیل۔

پانچواں خط
از داعی الدعاۃ

میں آپ سے پوشیدہ رہ کر خط و کتابت کرنا چاہتا تھا تاکہ آپ کے جوابات بھی بڑے بڑے خطابات مثل "سیدنا" اور "الرئیس" وغیرہ سے خالی ہوں۔ ہماری خط و کتابت کے مضمون کو دنیوی جاہ و حشم سے کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت میں آپ کے زہد و تقوے سے متوقع تھا کہ ضرور کوئی چیز ہاتھ لگے گی۔ مگر حالات ہی بدل گئے۔ آپ نے نہ معلوم کیسے پہچان لیا کہ مجھے "سیدنا" اور "الرئیس" سے خطاب کرنے لگے۔ میں تو نہ دینی اور دنیوی اصل سے آپ پر فائق ہوں۔ اس تگا پو سے میرا مقصد آپ سے کچھ حاصل کرنا تھا۔ اگر مراد بر آتی تو میں شکر گذار رہتا۔

واضح رہے کہ میں نے اپنے دور دراز وطن سے مصر تک سفر کیا ہے اور اہل دنیا کو دو گروہوں میں پایا ہے۔ ایک گروہ اپنے مذہب کا اس قدر دلدادہ ہے کہ اگر ان کی مقدس

کتابیں یہ کہیں کہ ایک ہاتھی اژدہا تھا یا ایک اونٹ نے انڈے دیئے تو وہ آمنا و صدقنا کہے بغیر نہ رہیں گے۔ بلکہ اپنے مخالفین پر لعنت بھیجیں گے۔ ان لوگوں کو عقل سے کیا سروکار ادران کو کون سمجھائے کہ جب تک عقل رہبری نہ کرے شریعت پر کیسے عمل درآمد ہو سکتا ہے اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ابتدا تو عقل سے ہو اور پھر عقل ہی سے گریز کیا جائے۔

جب قسمت مجھے شام کی سرزمین میں لائی تو میں نے وہاں آپ کے علم و فضل کا شہرہ سنا اور تمام اشخاص کو اس امر میں متفق پایا لیکن میں نے آپ کے مذہبی خیالات کے متعلق لوگوں میں اختلاف پایا۔ ہر شخص آپ کے عقائد کے متعلق اپنی اپنی رائے رکھتا ہے۔ اتفاق سے میرا گذر ایک ایسی محفل میں ہوا جہاں آپ کا چرچا تھا۔ وہاں بھی لوگ ہر قسم کی باتیں کر رہے تھے میں نے آپ کی طرفداری کی اور کہا کہ ایسا زاہد تمام شکوک سے بالاتر ہے۔ مجھے تو پورا یقین تھا کہ آپ کے پاس کچھ "اسرار لدنی" ہیں جنہیں آپ عوام سے چھپانا چاہتے ہیں اور کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو آپ کو جھک جھک بک بک کرنے والوں سے ممتاز بناتی ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کا یہ شعر سنا۔

غدوت مریض العقل والدین فالقنی لتعلم انباء الامور الصحائح

تو میرے یقین کی انتہا نہ رہی۔ میرا خیال تھا کہ جس کا یہ دعویٰ ہو وہ یقیناً ہر شخص کو خواہ کتنا ہی فاضل کیوں نہ ہو، قائل کر سکتا ہے۔ بس میں مثل "موسیٰ آپ کے "طور" پہ پہنچا کہ شاید کوئی "تجلی" ہو اور میں فخر کر سکوں کہ مجھے ایسی چیز ہاتھ لگی ہے جس سے اغیار غافل ہیں یا جس کے متعلق وہ چہ می گوئیاں کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابتدا ایک چھوٹی سی بات سے کی گئی تاکہ دھیرے دھیرے آگے بڑھا جائے۔

مگر آپ نے تو یہ جواب دیا کہ آپ میری رہنمائی نہیں کر سکتے۔ میں نے اس جواب کو آپ کی نیک نفسی پر محمول کیا کیونکہ بڑے آدمی اپنے منہ سے میاں مٹھو نہیں بنتے۔ بالآخر آپ کی باتوں سے میں اس مطلب پر پہنچا ہوں کہ سب لوگ کسی نہ کسی منزل پر حیران و سرگرداں ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ نیک و بد کا خالق خدا ہے۔ اس پر دوسرا اعتراض کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ سفر کی صعوبتیں اور تمام باتیں جن سے نبی کریم نے پناہ مانگی نیک ہیں یا بد۔ اگر وہ نیک

ہیں تو دعا کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور اگر بد ہیں مگر خدا کی مشیت کے مطابق ہیں تو پھر دعا اتنی ہی بلکہ زیادہ بے سود ہے۔ اس قسم کے اور بھی سوالات ہیں مثلاً امام حسنؑ کا زہر دیا جانا یا امام حسینؑ کا جام شہادت پینا۔ اگر ان دونوں کا شہید ہونا اچھا تھا تو قاتلین پر لعنت بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اگر ان کا شہید کیا جانا برا تھا مگر مشیت ایزدی کے مطابق تھا تو قاتلین بے گناہ ہیں۔

کوئی کہتا ہے کہ نیک کام اللہ سے ہوتے ہیں اور برے کام کسی اور سے تو اس کا بھی مسکت جواب دیا جاتا ہے ساتھ ہی آپ نے کچھ اور باتیں اور کفر آمیز اشعار نقل کئے ہیں مگر مجھے تو ایسے لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ جب ان لوگوں سے بحث مباحثے سے میری تسلی نہیں ہوئی تب ہی تو میں نے آپ سے یہ بات پوچھی تھی۔ میرے نزدیک ان کے اقوال کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ صرف آپ کا عندیہ جاننا مطمح نظر تھا مگر آپ نے تو کچھ نہ بتایا۔

میں نے آپ سے گوشت چھوڑنے کا سبب دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے جانوروں کو ایذا ہوتی ہے جو آپ کو ناپسند ہے میں نے اس کی تردید کی اور کہا کہ خدا نے چند جانوروں کو دوسرے جانوروں پر مسلط کیا ہے گرچہ وہ جانتا ہے کہ ان کی بہتری کس چیز میں مضمر ہے چنانچہ آپ کو اس خدا سے زیادہ عادل اور مہربان ہونے کی ضرورت نہیں بعدازاں آپ نے بات بدل دی اور گوشت نہ کھانے کا عذر اپنی مفلسی اور تنگدستی بتایا۔ کیونکہ آپ کے وظیفہ کا بیشتر حصہ نوکر کی تنخواہ میں صرف ہوتا ہے اس کی تلافی کے لئے میں نے آپ کو تدبیر بتائی کہ میں ایسے شخص کو آپ کے لئے لکھوں گا جو کبھی احسان نہیں جتاتا۔ اس سے آپ کو اچھا کھانا مل سکتا تھا مگر آپ نے تو اپنے دوسرے خط میں اسے بھی نامنظور کر دیا۔ آپ نے لکھا کہ یہ تدبیر آپ کو ناپسند ہے اور آپ سبز ترکاریوں کا کھانا ہی پسند کرتے ہیں جس کے آپ اب عادی ہو گئے ہیں۔

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں ایسے شخص سے مدد کا طالب ہوں جو خود ہی حیران ہے اور وہ شعر جس پر میں نے اپنی خط و کتابت شروع کی ہے صرف آپ کے مذہبی جوش و خروش کا مظہر ہے۔ ” ومن یھد اللہ فھو المھتد۔ ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا “ کے کیا معنی ہیں

مگر اس میں تو دو متضاد باتیں ہیں۔ اگر ارشاد صحیح ہے تو کوشش بے سود ہے۔

ہاں آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ خدا کے راز کو کوئی نہیں جان سکتا سوائے اولیا کے یہی تو چیز ہے جس کے لئے ہم دریوزہ گری کر رہے ہیں۔ جب ہم آپ کے عقل و دین کو صحیح و سالم سمجھتے ہیں جیسا کہ شعر سے واضح ہے اور دوسروں کا عقل و دین ناقص، تو پھر طرہ یہ ہے کہ آپ رہبری نہیں کر سکتے۔ یقیناً اس معاملہ میں جو کچھ آپ خط میں لکھتے ہیں آپ کے شعر سے مختلف ہے اس حالت میں کیا کیا جائے؟

آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ پہلے شعر کے معنیٰ دوسرے شعر سے پورے ہوتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ عقل و دین کا نقص گوشت دودھ اور شہد کے استعمال کرنے سے ہے لہذا دونوں کی تکمیل ان کو ترک کرنے سے ہو سکتی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ عقل و دین کی تکمیل ان کے ترک کرنے سے نہیں ہوتی۔ اس صورت میں دوسرا شعر پہلے شعر کے معنیٰ کو رد نہیں کر سکتا جس کا صریح مطلب یہ ہے کہ عقل و دین کی تکمیل گوشت دودھ اور شہد کے استعمال سے ہو سکتی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ پانی کے جانور خشکی پر آنا پسند نہیں کرتے اور ان کو کھانے سے احتراز کرنا کوئی بے جا بات نہیں ہے خواہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہوں۔ نیز مذہبی لوگوں نے ہر زمانے میں ایسی ایسی چیزیں اپنے لئے حرام کر دیں کہ جو ان کے لئے حلال تھیں ظاہر ہے کہ بحر و بر میں کوئی جاندار انسان سے بڑھ کر نہیں ہے۔ جو باوجود موت کو ناپسند کرنے کے مرتا ہے اسے یہ بات کبھی گوارا نہیں ہو سکتی کہ اسے کوئی چیز کھائے۔ پھر بھی قبر میں اسے کیڑے کھاتے ہیں اگر یہ بات پُر حکمت ہے تو تمام قسم کے جانور بھی اسی حکمت میں آتے ہیں۔ اگر حکمت سے خالی ہے تو غیر ممکن ہے کہ صانع بے وقوف ہو اور مخلوق عقلمند۔ آپ نے یہ دلیل بھی بیان کی کہ نبی کریم اتنی عبادت کرتے تھے کہ پاؤں میں چھالے پڑ جاتے جب لوگوں نے آپ سے کچھ کہا تو آپ نے فرمایا "افلا احب ان اکون عبداً شکوراً" مضمون زیر بحث کو اس دلیل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک انسان نماز کے وقت جتنی نماز پڑھنا چاہے پڑھے۔ صرف فریضت کی نماز میں کمی و بیشی نہیں کر سکتا۔ مزید برآں یہ بات شرع سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہماری بحث معقولات سے ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ کہ قرآن کا حکم ہے کہ حرم میں شکار نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ حلال شکار سے بھی گریز کریں تاکہ انہیں تقرب الٰہی حاصل ہو۔ اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ خدا ہی کسی چیز کو حلال یا حرام کر سکتا ہے۔

آپ نے یہ بھی کہا کہ حضرت علی کے پاس لوگ چھوارے کی مٹھائی لائے آپ نے اسے نہیں کھایا اور پوچھا کہ کیا نبی کریم اس کو کھاتے تھے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ تو یہ دلیل بھی آپ کے حق میں نہیں بلکہ آپ کے خلاف ہے کیونکہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول کریم نے گوشت کا کھانا ترک نہیں کیا حالانکہ آپ عمر بھر گوشت سے کنارہ کش رہے ہیں۔

کاش آپ عقلی دلائل ہی سے کام لیتے اور شرع کو بیچ میں نہ لاتے۔ تو میں بھی شرعی باتوں سے آپ کی تردید نہ کرتا کہ جس سے آپ بے چین ہوں۔

آپ اپنی ناتوانی کی شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نہ سن سکتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی آپ عجوبۂ روزگار ہیں اور شہرۂ آفاق قسمت نے آپ کو کتنا ہی کیوں نہ ستایا ہو آپ نے خود بھی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ اگر ان تکالیف کو برداشت کرنے کی غرض و غایت سعادت اخروی ہے تو ٹھیک۔ پھر تو آپ کا شعر بھی بالکل مناسب ہے اور اگر حالت اس سے برعکس ہے تو پھر آپ بے جا تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اور وقت ضائع کر رہے ہیں اور جو دعویٰ آپ نے شعر میں کیا ہے بالکل باطل ہے۔

ان سوالات و جوابات سے میرا منشا صرف استفادہ تھا۔ جب استفادہ کی بات ہی نہ ہو تو پھر جواب کے کیا معنیٰ مسجع عبارت سے گریز اس لئے تھا کہ خیالات مقصود تھے بے جا مغز پاشی کیوں ہو اگر آپ کی ادبی موشگافیاں مطلوب ہوتیں تو آپ کے ادبی کارنامے کیا کم تھے کاش میں آپ کے پوشیدہ مذہبی خزانہ کو اتنا ہی سمجھ سکتا جتنا کہ نظم و نثر کے کارناموں کو۔

میں آپ سے معافی کا طالب ہوں کہ آپ نے میرے خطوط پڑھے اور جواب دینے میں اپنا وقت ضائع کیا۔ میں نے اگر فائدہ نہیں پہنچایا تو نقصان ضرور کیا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میرا مقصد آپ کے علم و فضل سے استفادہ کرنا تھا۔ والسلام